

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ



## پاکستان کا محبہ نہ قیام و لاکثر اسرار احمد صاحب

و القدیم ہے کہ پاکستان کے قیام والوں کے نہمن میں  
”محبہ نہ“ نوعیت کے واقعات کا نہیں اس سلسل کے ساتھ ہوا  
ہے کہ کلی بالکل ہی کور بالمن ہو تو اور بات ہے: دوسرہ ہر صاحب  
اویروں بینا تو عالم تظر آتا ہے کہ پاکستان کا قیام لراہہ مشیت  
خداوندی کے ایک خصوصی ظہور کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کا دیود  
یعنیا تدبیر الٰہی کے کسی طویل المیعاد منصوبے کی ایک اہم کوشش کی  
حیثیت رکھتا ہے۔

یہ حقیقت کہ پاکستان کا قیام ایک ”محبہ نہ“ پورستہ طور  
پر قوائی وقت تجھے میں آئکتی ہے جب ہر صفير پاک و ہندہ ہیں  
ہندو مسلم سنتے کے پورے تاریخی پیس منظر کو تجھما جائے اور  
نماں طور پر ان تین تجھیہ کبوں کا قسم، شعور اور ان تین جھتوں کا  
ہریہ بلور صدقہ چاریہ ایک روپے

اور کسے حاصل اپنا پہنچتے ہیں کہ اضافی اکی اشغال (کام) و کام کے  
لئے اگرچہ سکے کامب و خوبی والے اور افکار میں بہرا ہیں، جن  
کے لئے اس سوچ کی طرح ملکی تھی اور شعبہ اسلامیہ پر  
تو سماں تھا کہ ملک میں رائی ہے عالم، کلم و اور عوام مسلمان  
خواجہ اس سے کہ اس طرح جو دشمنت اور کے طور  
میں دشمن و دشمن کے پاکستان کا قیام کی اور وہ خداوند کا نام  
کھلا جو لکھ بھاگ دواں ہیں ہر سال قبل میں ملکی دعا کی  
کار و فرکن میں سورج تھوڑی کی آئندہ نظر کی تھی۔

”اگر کوئی پھر پہنچتے ہے کہ اس کا دعا کی تھی۔“

پھر ظاہر ہے کہ اس پر کشید ہوتے طور پر ہے اور اس کے  
لئے کشید ایسا کی کہ اس کا دعا کی تھی۔ کیا تم ایسا کہیں  
کہ اس کے دعا کی تھیں اور اس کے دعا کی تھیں اس کے دعا کی تھیں  
کے لائل ہو کر پاکستان کا قیام لکھا جائے اسی دعا کی تھی اور  
کشید خداوند کے خصوصی طور کی دشمنت۔ اس کے دعا کی تھیں  
23 مارچ (1947ء) کو ایوری کے ہر سویں ایجاد کیں گے۔



فعال عنصر <sup>ائک</sup> ہند کے خلاف تھے جن میں اہم ترین معالیہ آموالنا الیوالکلم آزاد مرحوم کی زیر قیادت لگمر لسی مسلمانوں اور مولوی حسین احمد مدیں کی زیر سرکردگی جمعیت علماء ہند اور ان کے متوسطین اور معتقدین کا تھا۔ پھر پنجاب میں مجلس احرار اسلام الیکی زوردار عوامی خطباء مقررین پر مشتمل جماعت تھی اور سرحد میں خداں خدمتگاروں جیسا پروپوشن عوامی کارکنوں کا گروہ تھا۔

ادھر ہند و خود بھی مسلمانوں کے مقابلہ میں نہ صرف یہ کہ تعداد کے اعتبار سے لگ بھگ تھیں بلکہ دولت و سرمایہ اور تجارت و صفت پر تو تقریباً بلا شرست غیرے قابض تھے اور "اعظم قوی بیداری اور سیاسی" <sup>اعظم</sup> کے اعتبار سے بھی آکے تھے اور "آئندہ بھارت" کے پڑائے میں اضافی وزن بڑھ رہا تھا دیگر غیر مسلم اقوام اور مشتمل مسلمانوں کا اور ان سب کے مقابلے میں بھی مسلمانوں کے جذبات و احسادات کی ترجیحتی کرنے والی "اعظم یک گویا معاملہ بالکل وہی تھا کہ "ازادے موسیٰ کو شہزادے" ۔

"الجھ رہے ہیں زمانے سے ہند ہوا تے"

چنانچہ اعداد و شمار، دولت و راتفات اور انتظامیت عمرانیات کے کسی بھی اصول اور قاعدہ کی رو تے "اعظم پاٹان" ۔

ایک دیوانے کے خواب اور مجنووب کی بڑیا زیادہ سے زیادہ سوے بازی کے حربے سے بڑھ کر نظر نہ آتا تھا۔

اس پر مزید اضافہ کیتے اس کا کہ برطانیہ میں اس وقت لیبر پارٹی کی حکومت تھی جسکی ہمدردیاں واضح طور پر کانگریس کے ساتھ تھیں۔ چنانچہ 1946ء میں جب اس حکومت کے فرستاہ وزارتِ مشن نے بیانی مخصوصہ پیش کیا تو اس کی تحریک کے طور پر واضح الفاظ میں ہندوستان کی تقسیم کو غیر معقول اور ناقابل عمل قرار دے کر رد کر دیا تھا۔ مزید برا آس اس وقت تو یہ مختلف صرف ایل نظر کی لگاہ اور واقع حال لوگوں کے علم میں ہوں گے لیکن اب تو یہ تمام راز طشت ازبام ہو چکے ہیں کہ شخصی اختیار سے برطانوی وزیر اعظم ایسی کو مسلم لیک اور فائدہ اعظم سے ذاتی بعض سخا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ لارڈ ماونٹ مشن جس کے ہاتھوں تدریت نے ہندوستان کو ہافل تقسیم کرایا۔ ایک طرف خود گھمی کا چیلا تھا تو دوسری طرف پنڈت نہرو کی دوستی صرف اس حق سے نہیں، اس کے پورے ”نالہدان“ سے تھی جبکہ فائدہ اعظم سے اسے ذاتی پرخاش اور نفرت تھی۔

اوصرہ مسلم قوم جس نے پاکستان کا مطابق کیا تھا جس انتشارِ ذہن و فکر اور یہ آنندگی عمل کا شکار اور ہمت و جرات کے

زوال سے دوچار تھی، اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جاسکتا ہے کہ پندرہ آئی سال قبل مستقبل کے قائدِ عظیم اور معنارِ پاکستان نے قوم سنتہ بدول اور بایوس ہو کر رطن عزیز سے باضافہ "بھرت" کرنی تھی اور مستقبل طور پر الفتوح میں جائز رکھا اور ہندوستان کے لوگوں کے پارسے میں یہ الفاظ کھٹکے کر۔

"ہندو کو تاریخِ الدشیں میں اور میر سے نیال میں شامل اصلاح اور مسلمانوں کی صفائی کیے کم جست لوگوں سے بھرپوری پری میں جو میر سے ساتھ راست کرنے کے بعد دش کمشتر سے پوچھیں کہ کیا کرنا چاہیے۔ ان دو گروہوں کے مابین مجھ سے چیز آؤ کی جملہ کیا ہے؟"

(شیخ محمد اکرم رضا، سلمہ اندیجا)

عزیز برآں خود اس جماعت اور اسکے والیگان کی عالم کیا رکھ جس نے حصولِ پاکستان کے لئے کمر کسی تھی، اس کا اندازہ کرنے کے لئے قائدِ عظیم کے اس مشورہ میں کو دن میں تاریخ کریم کافی ہے کہ "میری حبیب میں چھوٹے کے ہیں۔" ان عدالت و واقعات کے مد نظر کوں کہہ سکتا ہے کہ برصیر کی قسم اور پاکستان کی قیام کسی "محجزہ" سے کم نہیں۔

اور اگر کسی کو اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں ناکام ہو اور شکر و شب کی گنجائش نظر آئے تو اس نغمے میں آخری فصل کی

معاملہ "کینٹ مشن پلان" کا ہے جس کے بعد اس امریں کی  
جگہ کہ شاید بھی ملک نہیں رو جاتا کہ پاکستان کا قبام مشتمل و  
قدرت خداوندی کے خصوصی صور کی حیثیت رکھتا ہے۔ جیسا کہ  
عرض کیا چاہکا ہے کہ اس پلان کے صحتیں سے ہندوستان کی  
کو مناسب ہی نہیں بلکہ ناممکن العمل قرار دے کر کوئی زعم خوبیش  
آزاد و خود سختار پاکستان کے مطالبہ کے تالوت میں آفریں کیلیں  
شوکر وی نہی اور اس سے بجاۓ ہندوستان کی ایک "مرکزی  
حکومت" کے تحت بعض خطوں (Times) پر مشتمل وفاق کا انشہ  
پیش کیا تھا۔

ہندوستان کے باضی قریب کی تاریخ کا ہر طبقہ علم جانتا ہے کہ  
یہ قائد اعظم مر جوہم کی سیاسی زندگی کا ناک ترین مرحلہ اور ان کے  
پیروں و تحمل اور دوراندیشی و معاملہ نہی کا تحت ترین امتحان تھا۔  
اسیں ایک طرف صاف نظر آیا تھا کہ برطانوی حکومت مختلف  
داخلی و خارجی عوامل کے تحت ہندوستان سے اور یا استریلیسے پر ملی  
بیوی ہے اور اگر اس مرحلے پر مسلم لیگ کی جاہب سے فراہمی  
حضر اور پشتہ کا مظاہرہ ہوا تو لمبر پارلی کی "بڑی محیطیز" اور نہیں  
ہندوستان کی حکومت یکطرف طور پر کامیابی کے حوالے کرو سکے ای  
اور بھر ہندوؤں کے پیغمبڑی سے بھائی ہائی خلید لاکھوں نہیں کرو تو اس

خواں کی فرائی سے ان اسٹریٹ ووسری طرفیت پر باہم بھی رائج  
کرنے کا مشغول ہے۔ اسٹریٹ ووسری کی تحریکیں اور خواں کی  
لیے اپنے اور کمزار کمزاری کی طور پر تراویث کو مشترکہ مسائلیں  
مدد لیجئے گئے و تینہ داری انتشار لری اور لر شریخ حیدر رسولی سے دورانی  
کی تحریک اور تینہ داری کی تحریک مدد و معاونت کی  
کے نظر شدید اندیش تھا کہ ان سے بھی ہر یا اسلامیان  
بھلے ہو تو ٹاؤ سے باہر جو ہائی سیڈ یا ان سے خوبیہ اور راویہ  
کی طرف سے صرف چھا بیٹھنے سے کمزار کمزاری کی مدد اور دلائل  
کی سیاسی صورت و اُن تینہ داری کی ہر دو ٹانگا اور کمزار ایک  
دوہوں ٹوان و قشت آیا ہے جو اسیں خواں اور دوسری جانب ہیں والی  
خود کی تحریک کیا ہے اسی سے خوبیہ اور دلائل کی  
کوئی کوئی بُلہ سارا ۱۰۰ کیا مدد اُن کی کیا مدد اسی سے اسی  
ٹین (ٹیک) کی صورت ہے یا اسلامیان سے ہے اُن دلائل  
کی صورت میتوڑی اور دوسری بُلہ دس سے ایک  
کمزاری کیا ہے اسے کیا ہے اسے دلائل ایک کیا  
خواں سو بُلہ کیا ہے اسے دلائل اسے خواں کیا ہے اسے

کے ساتھ (Statesmanship) اور دیگر ساتھ (Realism)

کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے ۴۵۰ و ۴۶۰

میں پانچوں نرالیاں پر اپنے بھروسے کیا اور اسے

بھروسے کیا۔ اسی طبقہ کی دوسری کاروں میں تھے اور اسے

ایران کے تصور کی آخری اور نئی تھیں قرآن والے

دینوں کی تصور کی ایک دوسری پر کوئی کوئی

کو اپنے بھروسے کی تھیں بلکہ اسے کوئی دلیل ملکی تھا

کی اکمل تصور میں اپنے اپنے صورت و تھسبے کی خلافی و روزگاری

اور دامغ اعلان سے امداد فرمیں تویں تھا اور اسے

کوئی حق تھی ایکی اور تقدیرت شہزادی کا تھوڑی

ظہور اسی خدشت ہوئی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اس کا حوالہ

بیکی ایک سے کہ تمام انسانوں کے دل اپنے اعلانیں دو اکتوبر کے

لیے ہیں، لانہ اعلان ایکی خدا اللہ جاہیں تھیں وہاں سے

کوئی بیانش کی صورت میں ہوا جو ایکوں سے بخ سے لے لے ہے اور

یاد رکھتے ہو تو وہیں کوئی نہیں کہا جائے سے پہلا

کوئی تھوڑی ایسا اعلان ایکی اور ایک دیگر تھی اور کی طرف سے مدد و نصیب

پلان کے سامنے آتے ہی فوری طور پر خود مسٹر گندھی سے بھی سرزد ہو گئی تھی لیکن ایک تو وہ کانگریس کے عمدیدار نہ تھے، دوسرے انہوں نے مشن کی جانب سے ان کی خلط توجیہات کی تروید کے بعد مصلحتاً زبان کو بند رکھا جبکہ پنڈت نہرو کا معاملہ دوسرا تھا، ایک تو وہ اس وقت کانگریس کے صدر تھے، دوسرے ان کے "ہٹ کے چکے" ہونے کا وصف مشور و معروف تھا لہذا ان کے بیانات کے سچے میں مسلم لیگ کے لئے کیمپنٹ مشن پلان کی منظوری واپس لینے کا مقول جواز پیدا ہو گیا اور اگرچہ کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے یعنی دریچ ریزو لیشن کے ذریعے پنڈت نہرو کے بیانات کی تلافی کی وشش کی لیکن اب تیر کمان سے لکھ چکا تھا اور قائد اعظم کی ایسی عقلی نگاہ رکھنے والی شخصیت اس موقع کو پاٹھ سے جانے دیئے والی نہیں تھی۔ چنانچہ 27 جولائی ۱۹۴۶ء کو مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے کیمپنٹ مشن پلان کی منظوری واپس لینے کا اعلان کر دیا اور اس طرح ایک آزار اور خود مختار پاکستان کے قیام کا مسئلہ جو نظری طور پر کم از کم دس سال کے لئے اور حقیقتاً ہمیشہ کے لئے دفن ہو گیا تھا، از سرفونزندہ ہو گیا۔

اب ذرا بتائیے کہ اس "اعجاز می محلی" کا سرا بظاہر احوال اور اس عالم اسیاب و عمل کی حد تک سوانی پنڈت نہرو کے اور

کس کے سر بندھا جاسکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب (انڈیا و ترینڈم) میں اپنے پورے سیاسی کیریئر کی صرف ایک ہی غلطیِ مسلم کی ہے اور وہ یہ کہ انہوں نے ۴۶ء میں کانگریس کا صدر بننا قبول نہ کیا اور اس طرح اس وقت پنڈت نرو کی صدارت کی صورت پیدا ہوئی اور ان کی اس عمدے دارانہ حیثیت ہی کی بناء پر ان کے "فرمودات" کو وہ اہمیت حاصل ہوئی کہ کانگریس کے نقطہ نظر سے مسلم لیگ کے دام میں آجائے کے بعد بچ لکنے کی صورت میں پیدا ہوئی۔ ولیے غور کیا جائے تو پنڈت جی نے اپنی سادہ لوحی کی بناء پر یا فتح کی "ستی" میں جو کچھ کہا تھا، وہ بالکل درست تھا وہ واقعہ صورت ہی تھی کہ اگر ایک بار اس پلان کے تحت ائمڑیں یونیٹ گورنمنٹ وجود میں آئی تو پھر کسی نطے (Zone) کے علیحدہ ہونے کا با فعل کوئی امکان نہ رہتا۔ لیکن اس وقت اس "چیز بات" کا زبان سے نکال دینا ہی آکھنڈ بھارت کے نقطہ نظر سے سب سے بڑی سیاسی غلطی تھی۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ ان کی صاحبزادی مسز اندرائی گدھی نے اپنے پتاجی کے بارے میں کہا تھا کہ "ہمارے پاپا تو صوفی تھے، انہیں سیاست نہیں آئی تھی، اور شاید پنڈت جی کی الیسی ہی باتیں تھیں جن کی بناء پر چوبدری خلیق الزمان مرحوم نے کہا تھا کہ "پنڈت نرو سے زیادہ سیاست تو میرا

سائیں جانتا ہے ” (مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب کے صفحات 143 اور 145 پر پنڈت جی کی 1937ء کی ایک ایسی ہی کوہ ہمایہ جتنی بڑی غلطی کا ذکر کیا ہے جس کا برادر اور است تعلق چودھری صاحب کی ذات سے تھا جس کی بناء پر مولانا آزاد کے نزدیک یوپی میں مسلم لیگ کی تحریک کو عروج حاصل ہوا) ہمارے نزدیک یہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی تصرف کا مظہر تھا اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے گویا مسلمان ہند پر یہ محنت قائم نہیں تھی کہ تم تو ایک کھینچا آزاد خود مختار پاکستان کے مطالبہ سے دستبردار ہو گئے تھے، ہم نے اپنی خصوصی مشیت و قدرت کو بروئے کار لائکر تھیں ایک کامٹیا آزاد خود مختار پاکستان عطا فرمایا ” تاکہ دیکھیں کہ اب تم کیا کرتے ہو۔ ” چنانچہ یہ روایت مولانا حسین احمد بدلیؒ کے معتقدین کے طبق میں تو اتر کے ماتھہ بیان ہوتی ہے کہ مولانا نے 46ء کے رمضان میں سمت میں جہاں عموماً ماہ رمضان گزارا کرتے تھے، فرمادیا تھا کہ ” ملائے اعلیٰ میں پاکستان کے قیام کا فیصلہ ہو گیا ہے ” اور اس پر جب ان کے کسی عقیدت مند نے سوال کیا کہ ” پھر ہم کیا کر رہے ہیں؟ ” تو مولانا نے جواب دیا کہ اس معاملے کا تعلق امور مکونیہ سے ہے جن کی پابندی ہمارے لئے ضروری نہیں۔ ”

بھرپور

روزنامہ جنگ کراچی

۱۱ اگست ۱۹۹۸ء